Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Challenges of Fake News and Qur'anic Guidance: An Analysis of Social Media in the Light of Surah Al-Hujurat

فیک نیوز کے چیلنجز اور قرآنی رہنمائی: سورۃ الحجرات کی تعلیمات کی روشنی میں سوشل میڈیا کا تجزیہ

Nabeela Shafi
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, The Imperial College of Business Studies Lahore
nabeelashafi75@gmail.com
Dr. Muhammad Iftikhar Ahmad
Assistant Professor, Punjab Prisons Staff Training Institute Lahore
iftikharpunjabpolice@gmail.com

Abstract
While social media has positive effects, it also carries negative consequences. One of the greatest harms of social media often described as freedom of the media is that Westernization and non-Muslim cultural practices are increasingly spreading in our country. The appearance, dress, lifestyle, behavior, accent, style, and overall mannerisms of the younger generation are gradually changing.Hostile elements against Islam are not targeting the youth through weapons and military force; rather, they are influencing and morally destroying them through media. This is because media possesses the power to reshape and even distort realities. It is deeply unfortunate that the programs broadcast today may inspire our youth to become pop singers, but they do not prepare them to become responsible guarantors of Pakistan's future.Every day on social media, we witness numerous cases in which the government takes action against criminals due to news reports published in the media. Similarly, if an innocent person is arrested and the media highlights their innocence through reports or articles, the government may feel compelled to release that person.The most widespread phenomenon on social media is the circulation of falsehood, which has no place in Islam, as lying is the root of all evil. False news is frequently shared without verification or investigation, leading to moral decline.

***Keyword**: Fake News, Negative Effects, Prevention, Qur'anic Teachings, Islamic Solution to Fake News, Analysis and Research*

تمہید

سوشل میڈیا وہ ویب سائٹیں اور اپلی کیشنز ہیں جو آپ کو دوسرے لوگوں سے رابطہ کرنے کی اجازت دیتی ہیں یہ سب میڈیا کی ذیلی جہات ہیں اور میڈیا کا مطلب، زندگی کے مختلف شعبوں کے متعلق خبروں، واقعات اور حادثات کا جائزہ لیکر ایک خاص ترتیب سے معلومات جمع کرنا پھر اس کو عام فہم انداز میں پیش کرنا۔ میڈیا انگریزی میں میڈیم کی جمع ہے جس کے معنی وسائل و ذرائع ابلاغ اور نشر و اشاعت کے ہیں۔ ذرائع ابلاغ خصوصاً اخبارات و جرائد اور نشر و اشاعت کا مجموعی نام ہے۔ ہر دور میں ایک دوسرے کے خیالات، پیغامات، اور معلومات کی ترسیل کا کوئی نہ کوئی ذریعہ رہا ہے۔ پہلے ٹیلی گراف کا زمانہ تھا۔ اس کے بعد ریڈیو کا دور اور پھر ذرائع ابلاغ میں تسلسل سے

اضافہ ہوا اور اخبار، رسائل و جرائد اور ٹیلویژن کا دور آیا لیکن اب انٹرنیٹ کا زمانہ ہے جو معلومات فراہم کرنے کا تیز ترین ذریعہ ہے۔ سوشل میڈیا کی سب سے مشہور سائٹیں درج ذیل ہیں۔

(1) فیس بک (2) انسٹاگرام (3) واٹس ایپ (4) ٹویٹر

فیس بک: فیس بک (انگریزی: Facebook) مینلو پارک، کیلیفورنیا میں واقع ایک آن لائن امریکی ذرائع ابلاغ اور سماجی رابطہ کی کمپنی ہے۔ اس کی ویب گاہ کو 4 فروری 2004ء کو مارک زکربرگ نے اپنے ہارورڈ یونیورسٹی کے ساتھیوں اور ہمنشینوں ادوارڈو سورین، اینڈریو میکولم، دوسٹن ماسکوفٹ اور کرس ہیوزس کے ساتھ مل کر لانچ کیا۔ سوشل میڈیا، میڈیا کی جدید ترین شکل ہے اسے جدید میڈیا بھی کہا جاتا ہے۔ آج دنیا میں اسے پرنٹ میڈیا سے بھی زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور اس کی اہمیت، افادیت اور وسعت دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ سائیبر میڈیا میں انٹرنیٹ، ویب سائٹس، وغیرہ شامل ہیں۔

سوشل میڈیا کی اہمیت

ہر قوم، ملک اور تحریک اپنی بات لوگوں تک پہنچانے اور ان کو ملک و قوم کے مسائل سے باخبر رکھنے کے لئے میڈیا کا ہی سہارا لیتی ہے۔ میڈیا یا ذرائع ابلاغ ایک ایسا ہتھیار ہے جو بہت ہی کم وقت میں کسی بھی مسئلہ یا ایشو کے متعلق لوگوں کے ذہنوں کو ہموار کرتا ہے۔ بلکہ ان کی رائے بھی بناتا ہے۔ یہی لوگوں کی دلچسپیاں اور ان کی ترجیحات متعین کرتا ہے۔ یہ میڈیا ہے جو کسی کام اکساتا ہے اور کسی اہم کام سے توجہ بھی ہٹاتا ہے۔ آج فرد سے لیکر حکومت تک کی تکمیل میڈیا کے ہاتھ ہی میں ہے۔ بہت عرصے سے مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ کو کسی بھی ریاست کے تین اہم ستون تصور کیا جاتا ہے اور ان تینوں اہم اداروں کے ذریعے کوئی بھی تبدیلی لائی جا سکتی ہے لیکن اب کسی بھی ریاست یا جمہوری ملک کا چوتھا ستون میڈیا کو گردانا جاتا ہے۔ ملنر اے (Milner A) اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ: "میڈیا نہ صرف سماج کا ایک اہم حصہ ہے بلکہ ایک جمہوری ملک کا بھی اہم ستون ہے یہ مجموعی طور پر ہر ملک و قوم میں لوگوں کی آواز اور ہتھیار ہے۔"

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ جدید دنیا میں سوشل میڈیا کی اہمیت اور ضرورت ہر لحاظ سے پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے کیونکہ یہ نہ صرف رائے عامہ کو ہموار کرنے میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ بلکہ لوگوں کے ذہن و فکر کو بھی تبدیل کرنے میں کلیدی رول ادا کرتا ہے یہ لوگوں کے ذہنوں کو بنانے اور بگاڑنے میں سب سے اہم ذریعہ ہے۔ McLuhan نے اپنے مشہور کام Understanding Media: The Extensions of Man میں کہا ہے کہ:

Societies have always been shaped more by the nature of the media by which men McLuhan, M. (1964). (communicate than by the content of the communication) Understanding media: The extensions of man. McGraw-Hill.

"معاشرے ہمیشہ اس ذرائع ابلاغ کی نوعیت سے زیادہ تشکیل پاتے ہیں جن کے ذریعے لوگ باہم ابلاغ کرتے ہیں، بنسبت اس مواد کے جو وہ ذرائع منتقل کرتے ہیں"

سوشل میڈیا کے ذریعے سے ترقی یافتہ ممالک میں اپنے افکار و نظریات، تہذیب و تمدن، اقتدار اور فیشن کو خوب بڑھاوا دیا جاتا ہے۔ اس وقت دنیا کی صورت حال یہ ہے کہ اس گروہ کا جادو چل رہا ہے جن کے ہاتھ میں ابلاغ کے ذرائع ہیں۔ اس بات میں ذرا بھر بھی مبالغہ نہیں ہے کہ جو بھی قوم و ملک سائنس و ٹکنالوجی کے میدان میں آگے بڑھتی ہے وہ نہ صرف زمین پر بلکہ آسمان پر بھی کمندیں ڈالتا ہے۔

فیک نیوز چیلنجز اور قرآن

طاقت ور سوشل میڈیا ہی ملک و قوم کو صحیح خطوط پر استوار رکھنے کے لیے اہم رول ادا کر سکتا ہے اور جب میڈیا ہی اصول پسندی اور اقدار پر مبنی طرز عمل کو نظر انداز کرتا ہے تو یہ عام لوگوں کی تباہی کا ذریعہ بنتا ہے میڈیا کی آواز بعض اوقات پارلیمنٹ اور عدلیہ سے بھی طاقت ور ہوتی ہے کیونکہ یہ ظالم کے کرتوت اور مظلوم پر کی گئی ناانصافی اور پھر اس کی بے بسی کو نمایاں کرنے میں ایک کارگر ہتھیار کے طور ثابت ہوتا ہے۔ میڈیا تعمیر و ترقی کا بھی ایک ذریعہ ہے اور تخریب کاری کا بھی۔ ہم آج ایسے دور میں جی رہے ہیں جس میں بڑے پیمانے پر جنگ میڈیا کے سہارے لڑی جا رہی ہے۔ ذرائع ابلاغ کے اس دور میں جنگ میڈیا کے ذریعے سے شروع ہوتی ہے اور اختتام بھی۔ یہ رائے عامہ کو ہموار بھی کرتا ہے اور حقائق کو چھپاتا ہے یہ ایک اہم ہتھیار کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور ہمیں دنیا ویسی ہی دکھاتا ہے جیسے وہ چاہتا ہے۔

سوشل میڈیا ایک خبر کا اہم ترین پلیٹ فارم ہے اور اس کے آج کے دور میں پاکستان پر گہرے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ جس سے متعلق قرآن مجید فرقان حمید میں ایک جامع قانون وضع کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَــهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تم تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ کہیں تم نادانی سے کسی قوم کو ضرر پہنچا دو (اور) پھر اپنے کئے پر پچھتاؤ"

اس آیت مبارکہ میں ایک جامع قانون وضع کیا گیا ہے اور وہ ہے فَتَبَيَّنُوْٓا "تم تحقیق کر لیا کرو" یعنی کوئی بھی خبر سوشل میڈیا کے ذریعے وصول ہو تو اسے بغیر سوچے سمجھے اور تحقیق کئے بغیر آگے شئیر نہ کرو۔

اسی آیت مبارکہ میں اس کے مثبت و منفی اثرات کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ اگر تم بغیر تصدیق و تحقیق کے سوشل میڈیا پر خبر پھیلاؤ گے تو اس کا معاشرے کو نقصان یہ ہو گا کہ اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا "تم نادانی سے کسی قوم کو ضرر پہنچا دو" یعنی منفی اثر یہ ہو گا کہ اگر انفرادی معاملہ ہے تو تم کسی کو انفرادی نقصان پہنچاؤ گے اور اگر اجتماعی معاملہ ہے تو تم کسی قوم کو اجتماعی طور پر نقصان پہنچا بیٹھو گے۔ لیکن اسی کو اگر مثبت میں لیا جائے تو تحقیق و تصدیق سے معاشرہ اور معاشرے کے افراد نقصان سے بچ جائیں گے۔

سوشل میڈیا پر گفتگو کے آداب و تعلیمات اور سورۃ الحجرات

سماجی سطح پر گفتگو کے آداب و تعلیم

سورۃ الحجرات میں سوشل میڈیا پر سماجی گفتگو کرنے سے متعلق گفتگو کے آداب کی تعلیم دیتے ہوئے مسلمانوں کو مخاطب کر کے حکم دیا جارہا ہے کہ اے مسلمانو! کان کھول کر سن لو کہ تم میں سے کوئی قوم، دوسری قوم کا تمسخر نہ اڑائے اور نہ ہی اس کو کوئی حقیر سمجھے عین ممکن ہے کہ جو جماعت دوسری کو حقیر سمجھتی ہے اس سے حقیر سمجھی جانے والی ہی اپنے اعمال کے باعث اس سے اچھی اور بہتر ہو۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِۚ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

(الحجرات 11:49)

”اے ایمان والو! مردوں کا کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اڑائے، ہو سکتا ہے کہ وہ ان (مذاق اڑانے والوں) سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو، ایمان کے بعد فاسق کہلانا برا نام ہے اور جو لوگ توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں“

اس آیت میں چند ایک پہلوؤں پر گفتگو کے آداب کی تعلیم دی گئی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

گفتگو میں حقارت نہ ہو

جب سوشل میڈیا پر کسی سے گفتگو کریں تو خیال رکھیں کہ اس میں حقارت نہ ہو سورۃ الحجرات میں قوم سے مراد وہ خاندانی تقسیم کی قوم ہے جو شناخت کی جانے کے لیے ضروری ہوتی ہے اور ایک ہی قوم کے لوگوں کے اندر شعوب و قبائل کی صورت میں تقسیم ناگزیر ہو جاتی ہے اور یہ محض شناخت کے لیے ہوتی ہے تاکہ ایک دوسرے کی شناخت ہوتی رہے اور ایک دوسرے کا حال معلوم کرنے کے لیے آسانی پیدا ہو جائے جیسے عربوں میں پہلی تقسیم بنی جرہم اور بنی اسماعیل کے نام سے تھی اور پھر بنی اسماعیل کے اندر کے قبائل میں قریش اور پھر قریش کے اندر بنی ہاشم اور بنی امیہ وغیرہ مدینہ میں اوس و خزرج اور پھر دونوں گروہوں کے اندر کے بہت سے قبائل میں تقسیم در تقسیم ہوتی چلی گئی اور آج ہمارے ہاں بڑی بڑی قوموں میں تارڑ، وڑائچ، باگڑی اور پھر ان کے اندر قبائل کے لحاظ سے بہت سے خاندان صرف پہچان کا کام دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود ایک دوسرے کا نیچ اور حقیر بھی سمجھا جاتا ہے۔

SCRR

الفاظ میں تمسخر کا پہلو نہ ہو

جن لوگوں کی علاقہ میں اکثریت ہوتی ہے وہ اپنی اکثریت کے بل پر دوسری قوموں کو جو اقلیت میں ہوں حقیر سمجھتی ہیں اور اس طرح زمیندار اور کاشتکار غیر زمینداروں اور غیر کاشتکاروں کو بہت حقیر سمجھتے اور جانتے ہیں اور کمزور قوموں کا تمسخر اڑایا جاتا ہے اور طاقتور قوموں نے کمزور قوموں کو اچھوت بنا کر رکھ دیا ہے ان کے ساتھ رشتہ ناطہ تو در کنار برابری کی بیٹھ پر بات چیت کرنا بھی گناہ سمجھتے ہیں۔

مصلحانہ بات چیت کرو

سورۃ الحجرات میں سوشل میڈیا پر غیر مسلم سے گفتگو یا امن وجنگ سے متعلق روکا گیا ہے کہ ایسے حالات پیدا ہی نہ ہوں لاریب دین اسلام میں یہ خوبی بھی ہے کہ جہاں بیماریوں کا قلع قمع کرتا ہے وہ ان عوارضات کو بھی ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے جو ان بیماریوں کا باعث بنتے ہیں جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اصلاح احوال کی صرف اسی صورت ہی کا قائل نہیں جس سے پہلے حالات کو بگڑنے دیا جائے

پھر اس کی صلاح کی جائے بلکہ وہ داعی ہے اس بات کا کہ جذبات کو مشتعل ہی نہ ہونے دیا جائے اور عداوت کے شعلے بھڑکنے ہی نہ دیئے جائیں تو زیادہ بہتر یہی صورت ہے وہ نہیں چاہتا کہ جب خون کی ندیاں بہنے لگیں تو آگے بڑھ کر کوئی کوشش شروع کی جائے اور اس طرح ان لوگوں کو اس کا موقع فراہم کیا جائے کہ پہلے وہ آگ بھڑکائیں اور جب خوب بھڑک جائے تو خود ہی اس کو بجھانا شروع کر دیں یا وہ بھڑکائیں اور دوسرے ان کو بجھانا شروع کر دیں نہیں! وہ تو صرف یہ چاہتا ہے کہ اللہ کرے یہ آگ کہیں بھڑک ہی نہ پڑے غور کرو کہ زیر نظر آیت نے سب سے زیادہ آگ بھڑکانے والی چیز کی کس طرح نشاندہی کر دی اور ایسی باتوں سے سختی کے ساتھ روک دیا جس سے اسلامی معاشرے کا امن وسکون برباد ہوتا ہے محبت کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں اور خون خرابہ شروع ہو جاتا ہے۔

عزت واحترام پر مبنی گفتگو کرو

سورۃ الحجرات میں سوشل میڈیا پر سماجی گفتگو کرتے ہوئے دوسری کی عزت و آبرو کا خیال رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ سورۃ الحجرات آیت:11 میں، پہلا حکم

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى (الحجرات 11:49)

”اے ایمان والو! مردوں کا کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اڑائے“

یہ دیا کہ اے مسلمانو! ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑایا کرو اور یہ امر معلوم ہے کہ مذاق اسی کا اڑایا جاتا ہے جس کی عزت واحترام دل میں موجود نہ ہو جب آپ کسی کا مذاق اڑاتے ہیں تو گویا آپ اس چیز کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں کہ اس شخص کی میرے دل میں کوئی عزت نہیں اور پھر جب آپ اس کی عزت نہیں کرتے تو اسے کیا پڑی ہے کہ وہ آپ کا احترام کرے اور اس طرح جب دلوں سے ایک دوسرے کا

SCRR

احترام اٹھ جائے تو انسان عداوت و دشمنی کی طرف بڑھنے لگتا ہے اور پھر کیا ہوتا ہے یہی کہ آدمی بات کرے گا تو اس کی نقلیں اتارے گا، منہ چڑھائے گا، اس کے نام کو الٹا کر کے بلائے گا جیسے سردار خاں کو " دارو " حالانکہ ان ساری باتوں سے اسلام نے منع کیا ہے۔

عورتوں کی باہمی گفتگو پر تربیت

معاشرے میں اکثر و بیشتر خواتین آپس میں جب مل بیٹھتی ہیں تو غیبت، بہتان، الزم، فتنہ پرور گفتگو ہوتی ہے اس لئے ان کی بھی تربیت کی ہے۔ اسلام کے جتنے احکام ہیں جو مردوں کا نام لے کر بیان کیے جاتے ہیں عورتیں بھی اس میں شامل ہیں کہیں باہر نہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور اسی طرح دوسرے احکام ومنہیات سب میں عورتیں مردوں کے ساتھ شامل ہیں لیکن بعض جگہ مردوں کے ساتھ عورتوں کو الگ کر کے بھی ذکر کیا جاتا ہے اس لیے کہ دراصل وہاں یہ بات باور کرائی جاتی ہے کہ اس جگہ مردوں سے زیادہ عورتوں میں ان احکام کا ہونا ضروری ہے کیونکہ وہ اس معاملہ میں زیادہ کوتاہی کرتی ہیں۔

اللہ کے ہاں مقام و مرتبہ کا لحاظ

یہاں الفاظ عورتوں کیلئے ہیں لیکن تعلیم سب کے لئے ہے کہ جس کے بارے میں تم حقیر گفتگو کر رہے ہو کیا پتہ اللہ کے ہاں کا کا مقام و مرتبہ کتنا ہے۔؟ اس لئے احتیاط کرو۔ عبدالکریم اثری (م2015ء) تفسیر عروۃ الوثقیٰ میں لکھتے ہیں:

> " جس طرح زیر نظر آیت میں عام حکم دینے کے بعد پھر عورتوں کا مخصوص حکم بھی بیان کیا گیا اور اس کا اصل باعث یہی ہے کہ اس طرح کا مذاق اڑانے اور ان پر پھبتی کسنے میں عورتیں بڑی تیز رفتار ہوتی ہیں اس لیے اس نازیبا حرکت سے جب روکا گیا تو عورتوں کے لیے مخصوص حکم بھی دیا کہ عورتیں بھی دوسری عورتوں کا مذاق نہ اڑایا کریں اس لیے کہ شاید جن کا مذاق اڑا رہی ہیں وہ ان سے بہتر ہوں یعنی مذاق اڑانے والیوں سے جن کا مذاق اڑایا جا رہا ہے وہ بہتر ہوں اعمال و کردار کے لحاظ سے۔" (اثری، (1994ء) تفسیر عروۃ الوثقیٰ، زیر تحت الآیۃ، سورۃ الحجرات 11:49)

کیونکہ ہمیشہ مال و دولت اور برادری و خاندان ہی بڑے اور بہتر ہونے کا معیار تسلیم کیا جاتا ہے اگرچہ اسلام کی نگاہ عمیق میں اس کا لحاظ نہیں رکھا گیا بلکہ اسلام محض تقویٰ و پرہیز گاری کو بزرگی اور بہتری کا معیار تسلیم کرتا ہے اور باقی چیزوں کو وہ نہیں دیکھتا گویا مال و دولت، برادری اور خاندان شرافت کا کوئی معیار نہیں ہیں عین ممکن ہے جو اپنے آپ کو شریف سمجھتی ہیں وہی حقیقت میں رذیل ہوں کیونکہ جس میں رذائل ہوں گے وہ رذیل اور جن میں فضائل ہوں گے وہ شریف کہی جائیں گی اور اسلام کے نزدیک فضائل ہی شرافت کا معیار ہیں خواہ وہ کون ہو، کہاں ہو اور کیسا ہو۔

عیب جوئی کی ممانعت

سورۃ الحجرات میں سوشل میڈیا پر سماجی گفتگو کرنے سے متعلق عیب جوئی کی ممانعت بھی موجود ہے۔ انسان جب باہمی مل بیٹھے تو انہیں منع کیا جارہا ہے کہ وہ گفتگو میں دوسرے کی عیب جوئی نہ کیا کریں۔ اس لئے یہاں پر اس کے بعد ایمان والوں کو اس آیت میں دوسرا حکم یہ دیا گیا ہے کہ

وَلَا نِسَآءٌ مِّنۡ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنۡ يَّكُنَّ خَيۡرًا مِّنۡهُنَّ ۚ وَلَا تَلۡمِزُوۡۤا (الحجرات 11:49)

" اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو"

" اے مسلمانو! ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ" اور عیب کے لیے جو لفظ اس جگہ استعمال کیا گیا وہ (لمز) کا ہے اس لیے قابل غور بات یہ ہے کہ (لمز) کیا ہے۔ عبدالکریم اثری (م 2015ء) تفسیر عروۃ الوثقیٰ میں لکھتے ہیں:

" (لمز) کے معنی ہیں طعن کرنا، چھونا، آبرو اور آنکھ سے بطور طنز اشارہ کرنا اور خیال رہے کہ تلوار اور اسی طرح کے کسی تیز دھار آلہ سے زخم جلد مندمل ہو جاتا ہے لیکن زبان کا زخم جلد مندمل نہیں ہوتا اور زبان کے زخم سے زیادہ گہرا اور گھاؤ ڈال دینے والا زخم اشارہ و کنایہ کا زخم ہوتا ہے جو صرف اور صرف آنکھ کرتی ہے۔" (اثری، (1994ء) تفسیر عروۃ الوثقیٰ، زیر تحت الآیۃ، سورۃ الحجرات 11:49)

تعجب ہے کہ جس کو اس کا نشانہ بنایا جاتا ہے وہ اسی وقت اس بات کو سمجھتا ہے لیکن نشانہ بنانے والا کم ہی اس بات کا خیال کرتا ہے اور ابرو اور آنکھ سے بطور طنز اشارہ کرنا لوگوں میں عام پایا جاتا ہے اور اکثر بڑے لوگ جب وہ کمزوروں سے گفتگو میں مصروف ہوں تو اس طرح ابرو اور آنکھ سے اشارہ کرتے ہیں جس سے کمزور دلوں کے دل زخمی ہوتے ہیں اور دل سے نازک تر عضو اور کوئی نہیں جو انسان کے جسم میں موجود اعضا پائے جاتے ہیں عیب چینی زبان سے ہو یا ابرو آنکھ کے اشارہ سے کسی طریقہ سے بھی صحیح نہیں ہے بلکہ ایک قابل مذمت چیز ہے۔

الٹے سیدھے نام نہ رکھو نہ پکارو

سورۃ الحجرات میں سوشل میڈیا پر سماجی گفتگو کرنے سے متعلق کسی کو برے نام سے پکارنے یا الٹے نام رکھنے کی ممانعت بھی موجود ہے۔ سورۃ الحجرات آیت: 11 میں، تیسرا حکم زیر نظر آیت میں یہ دیا گیا ہے کہ

وَلَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ ؕ (الحجرات 11:49)

" اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے بلاؤ"

" اے مسلمانو! ایک دوسرے کو برے القاب سے مت بلاؤ" (تنابروا) مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر اور چونکہ اس جگہ لا نہیں بھی موجود ہے اس لیے فعل نہی ہے (لا تنابروا) تم چڑ مت مقرر کرو تم برے نام مت نکالو (تنابروا) تم برے نام سے مت پکارو اور آپس میں

ایک دوسرے کے برے نام مت رکھو ایک دوسرے کو برے نام سے مت یاد کیا کرو اور لقب وہ چھوٹا نام یا نام کا مثنیٰ ہے جس سے آدمی کو بلایا جاتا ہے اور لوگ ایک دوسرے کا نام بگاڑ کر بلانے کے عادی ہوتے ہیں اور یہ بات اکثر حقارت کو ظاہر کرتی ہے جیسے سردار خاں سے " دارو" جس کو انسان اکثر ناپسند کرتا ہے اگرچہ وہ ناپسندیدگی کمزوری کی نذر ہو کر نظر انداز کر دی جاتی ہے تاہم یہ اقدام اچھا نہیں ہے اور خصوصاً کسی غریب کے ساتھ ایسا سلوک تو اور بھی بری بات ہے کیونکہ یہ دوہرا گناہ ہے اور اس طرح کسی اندھے کو اندھا اور کانے کو کانا کہہ کر بلانا بھی برے القاب میں داخل ہے کسی غریب اور نادار کو " سیٹھ جی " اور کسی کمزور اور لاغر کو " پہلوان جی " کہہ کر مخاطب کرنا بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔ ہاں! اگر کسی شخص نے اپنا لقب خود رکھا ہے اور وہ اس کے بلانے سے خوش ہوتا ہے اگر وہ فی نفسہ اچھا نہ ہو تو اس سے بلانے میں کوئی قباحت نہیں ہے مثلاً بعض لوگ اپنا تخلص یا لقب " عاصی " رکھتے ہیں حالانکہ " عاصی " کا لفظ اچھا نہیں اور پھر خود ہی اپنے آپ کو کوئی " عاصی " کہتا یا کہلاتا ہے تو وہ دوسری بات ہے اس کو عاصی کہنے میں مضائقہ نہیں ہے۔

جان بوجھ کر برے نہ بنو، نہ بولو

سوشل میڈیا، ٹی وی پروگرام اور کسی خبر پر اپنی رائے دیتے ہوئے غلیظ زبان استعمال کرنے، گندے الفاظ اور بڑے القاب سے دوسرے کو پکارنے سے قرآن منع فرماتا ہے اور بعض لوگ اپنے گناہوں کا سوشل میڈیا پر اظہار کرتے ہیں سورۃ الحجرات میں سوشل میڈیا پر سماجی گفتگو کرنے سے اپنی برائی ظاہر کرنے کی ممانعت بھی موجود ہے۔ سورۃ الحجرات آیت :11 میں، چوتھا حکم یہ دیا گیا کہ

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ(الحجرات 11:49)

" ایمان کے بعد فاسق کہلانا برا نام ہے "

" ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری عادت ہے " اگر کوئی عادت ثانیہ ہو گئی ہے کہ کسی کا نام سیدھا وہ نہیں بلا سکتا اور اس طرح گالی کے سوا وہ بولنا گویا اپنی توہین خیال کرتا ہے کہ میں اتنا بڑا آدمی ہو کر کسی کا سیدھا نام بلاؤں اور پکاروں، آخر کیوں؟ اس لیے وہ جب بولے گا اور کسی کو مخاطب کرے گا تو گالی دے کر کرے گا اور بد زبانی کے ساتھ بولے گا اور لوگوں کا مذاق اڑانا گویا ایک فخر کی بات سمجھی جاتی ہے اور ہماری سوسائٹی کا تو آج کل یہ سیدھا اور صاف رواج ہے کہ نام بلاؤ تو الٹا اور مخاطب کرو تو گالی دے کر پھبتیاں کسو تو خوب بنا بنا کر مذاق اور ٹھٹھہ سے کسی کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہا۔۔ ہا اور ہی۔۔ ہی کے ساتھ۔ فرمایا تعجب ہے کہ اگر کوئی شخص ایمان لانے کا دعویٰ بھی کرے اور اس طرح کی حرکتیں بھی تو اس کی کس بات کی تصدیق کی جائے کیونکہ ایمان کے ساتھ حرکتیں اکٹھی نہیں رہ سکتیں۔

آدابِ گفتگو سے بے بہرہ ہو کر ظالم نہ بنو

سوشل میڈیا ہو یا کوئی مقام گفتگو کے آداب و تعلیمات کا خیال رکھنا ہی تہذیب کا حصہ ہے۔ سورۃ الحجرات آیت :11 میں، پانچواں اعلان ایک تنبیہ پر ختم کیا جا رہا ہے کہ

وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الحجرات 11:49)

" اور جو لوگ توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں"

" اے مسلمانو! کان کھول کر سن لو کہ جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہی ظالم ہیں۔" فرمایا خوب یاد رکھو کہ جس شخص نے قرآن کریم کے ان اعلانا اور احکامات کو قبول نہ کیا اور ان کو سن کر، سمجھ کر پھر ان کی خلاف ورزی کی تو یہی لوگ در حقیقت ظالم ہیں وا اور ان کو ان کے ظلم کی سزا اگر نہ دی گئی تو ان کی حوصلہ شکنی نہیں ہو گی اور یہ لوگ اپنی روش سے باز نہیں آئیں گے لہٰذا یہ لوگ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان پر ہتک عزت کا دعویٰ دائر کیا جائے اور قاضی ان کو ان کے کیے کی سزا دے اور اس کی سزا کیا ہو گی؟ ظاہر ہے کہ وہی جو حد قذف کی ہوتی ہے کیونکہ یہ بھی اسی کے برابر گنا ہے۔

فیک نیوز کے چیلنجز اور سورۃ الحجرات میں قرآنی رہنمائی

سورۃ الحجرات میں ہر خبر کی تحقیق و تصدیق کی تعلیم دی ہے اس کا پس منظر یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی قاصد کو ایک نو مسلم آبادی کے قبیلہ سے زکوۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ زمانہ جاہلیت میں ان قاصد سے اور ان قبیلہ والوں سے کچھ عداوت تھی اس آبادی کے لوگ اس قاصد کی پیشوائی کے لیے نکلے۔ قاصد نے یہ جانا کہ یہ پرانی دشمنی کی بنا پر شاید مجھ کو قتل کرنے آرہے ہیں۔ اس لیے یہ مدینہ واپس ہو گئے اور اس بات کی وہاں خبر کر دی جس پر مسلمان جنگ کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔

خبر فاسق کا پس منظر

اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ فاسق کی خبر کا اعتماد نہ کرو، جب تک پوری تحقیق و تفتیش سے اصل واقعہ صاف طور پر معلوم نہ ہو جائے کوئی حرکت نہ کرو، ممکن ہے کہ کسی فاسق شخص نے کوئی جھوٹی بات کہہ دی ہو یا خود اس سے غلطی ہوئی ہو اور تم اس کی خبر کے مطابق کوئی کام کر گزرو تو اصل اس کی پیروی ہو گی اور مفسد لوگوں کی پیروی حرام ہے۔ اسی آیت کو دلیل بنا کر بعض محدثین کرام نے اس شخص کی روایت کو بھی غیر معتبر بتایا ہے جس کا حال نہ معلوم ہو اس لیے کہ بہت ممکن ہے یہ شخص فی الواقع فاسق ہو۔ امام احمد بن علی جصاص (م365ھ) تفسیر احکام القرآن میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: فاسق کی خبر پر اعتماد نہ کرو:

> " گو بعض لوگوں نے ایسے مجہول الحال راویوں کی روایت لی بھی ہے، اور انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں فاسق کی خبر قبول کرنے سے منع کیا گیا ہے اور جس کا حال معلوم نہیں اس کا فاسق ہونا ہم پر ظاہر نہیں۔ ہم نے اس مسئلہ کی پوری وضاحت سے صحیح بخاری شریف کی شرح میں کتاب العلم میں بیان کر دیا ہے۔"(جصاص،(1415ھ) تفسیر احکام القرآن، زیر تحت الآیۃ سورۃ الحجرات، 6:49۔6/309)

اکثر مفسرین کرام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت ولید بن عقبہ بن ابو معیط کے بارے میں نازل ہوئی ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں قبیلہ بنو مصطلق سے زکوۃ لینے کے لیے بھیجا تھا۔ چنانچہ مسند احمد میں ہے حارث بن ضرار خزاعی جو ام المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد ہیں فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اسلام کی دعوت دی جو میں نے منظور کر لی اور مسلمان ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکوۃ کی فرضیت سنائی میں نے اس کا بھی

اقرار کیا اور کہا کہ میں واپس اپنی قوم میں جاتا ہوں اور ان میں سے جو ایمان لائیں اور زکوٰۃ ادا کریں، میں ان کی زکوٰۃ جمع کرتا ہوں، اتنے اتنے دنوں کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف کسی آدمی کو بھیج دیجئیے، میں اس کے ہاتھ جمع شدہ مال زکوٰۃ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھجوا دوں گا۔ سیدنا حارث رضی اللہ عنہ نے واپس آکر یہی کیا، مال زکوٰۃ جمع کیا، جب وقت مقررہ گزر چکا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کوئی قاصد نہ آیا، تو آپ نے اپنی قوم کے سرداروں کو جمع کیا اور ان سے کہا: یہ تو ناممکن ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وعدے کے مطابق اپنا کوئی آدمی نہ بھیجیں، مجھے تو ڈر ہے کہ کہیں کسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے ناراض نہ ہو گئے ہوں؟ اور اس بنا پر آپ نے اپنا کوئی قاصد مال زکوٰۃ لے جانے کے لیے نہ بھیجا ہو، اگر آپ لوگ متفق ہوں تو ہم اس مال کو لے کر خود ہی مدینہ شریف چلیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیں یہ تجویز طے ہو گئی اور یہ حضرات اپنا مال زکوٰۃ ساتھ لے کر چل کھڑے ہوئے۔

ادھر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو اپنا قاصد بنا کر بھیج چکے تھے لیکن یہ راستے ہی میں سے ڈر کے مارے لوٹ آئے اور یہاں آکر کہہ دیا کہ حارث نے زکوٰۃ بھی روک لی اور میرے قتل کے درپے ہو گیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوئے اور کچھ آدمی تنبیہ کے لیے روانہ فرمائے، مدینہ کے قریب راستے ہی میں اس مختصر سے لشکر نے حارث کو پالیا اور گھیر لیا۔ حارث نے پوچھا: آخر کیا بات ہے؟ تم کہاں اور کس کے پاس جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم تیری طرف بھیجے گئے ہیں پوچھا کیوں؟ کہا: اس لیے کہ تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد ولید رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ نہ دی بلکہ انہیں قتل کرنا چاہا۔ حارث رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم ہے اس اللہ کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے، نہ میں نے اسے دیکھا، نہ وہ میرے پاس آیا، چلو میں تو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں، یہاں آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ تو نے زکوٰۃ بھی روک لی اور میرے آدمی کو بھی قتل کرنا چاہا؟ حارث نے جواب دیا ہرگز نہیں یا رسول اللہ! قسم ہے اللہ کی جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے، نہ میں نے انہیں دیکھا، نہ وہ میرے پاس آئے۔ بلکہ قاصد کو نہ دیکھ کر اس ڈر کے مارے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے ناراض نہ ہو گئے ہوں اور اسی وجہ سے قاصد نہ بھیجا ہو میں خود حاضر خدمت ہوا، اس پر یہ آیت "وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ" (49۔ الحجرات:8) تک نازل ہوئی۔ (احمد بن حنبل (1390ھ) مسند امام احمد، الرقم الحدیث: 7937؛ 279/4: حسن بشواھدہ)۔

ابن جریر لکھتے ہیں کہ طبرانی میں ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاصد حارث کی بستی کے پاس پہنچا تو یہ لوگ خوش ہو کر اس کے استقبال کیلئے خاص تیاری کر کے نکلے، ادھر ان کے دل میں یہ شیطانی خیال پیدا ہوا کہ یہ لوگ مجھ سے لڑنے کے لیے آرہے ہیں، تو یہ لوٹ کر واپس چلے آئے، انہوں نے جب یہ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد واپس چلے گئے، تو خود ہی حاضر ہوئے اور ظہر کی نماز کے بعد صف بستہ کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے اپنے آدمی کو بھیجا، ہماری آنکھیں

ٹھنڈی ہوئیں، ہم بے حد خوش ہوئے، لیکن اللہ جانے کیا ہوا کہ وہ راستے میں سے ہی لوٹ گئے تو اس خوف سے کہ کہیں اللہ ہم سے ناراض نہ ہو گیا ہو ہم حاضر ہوئے ہیں اسی طرح وہ عذر معذرت کرتے رہے۔ عصر کی اذان جب سیدنا بلال نے دی اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:11/383)

اور روایت میں ہے کہ ولید کی اس خبر پر ابھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوچ ہی رہے تھے کہ کچھ آدمی ان کی طرف بھیجیں جو ان کا وفد آ گیا اور انہوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاصد آدھے راستے سے ہی لوٹ گیا، تو ہم نے خیال کیا کہ آپ نے کسی ناراضگی کی بنا پر انہیں واپسی کا حکم بھیج دیا ہو گا اس لیے حاضر ہوئے ہیں، ہم اللہ کے غصے سے اور آپ کی ناراضگی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور اس کا عذر سچا بتایا۔(تفسیر ابن جریر الطبری:11/383)

روایت میں ہے کہ قاصد نے یہ بھی کہا تھا کہ ان لوگوں نے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑنے کے لیے لشکر جمع کر لیا ہے اور اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زیر امارت ایک فوجی دستے کو بھیج دیا لیکن انہیں فرما دیا تھا کہ " پہلے تحقیق و تفتیش اچھی طرح کر لینا، جلدی سے حملہ نہ کر دینا"۔ اسی کے مطابق سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچ کر اپنے جاسوس شہر میں بھیج دیئے وہ خبر لائے کہ وہ لوگ دین اسلام پر قائم ہیں، مسجد میں اذانیں ہوئیں، جنہیں ہم نے خود سنا اور لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے خود دیکھا۔ صبح ہوتے ہی سیدنا خالد رضی اللہ عنہ خود گئے اور وہاں کے اسلامی منظر سے خوش ہوئے، واپس آ کر سرکار نبوی میں ساری خبر دی۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (جصاص، (1415ھ) تفسیر احکام القرآن، زیر تحت الآیۃ سورۃ الحجرات، 6:49۔ 6/309)

حدیث سے ثابت دلائل کا مقدم ہونا

اللہ رب العزت نے بذریعہ وحی اصل حقیقت کو آشکارا کیا اور آئندہ کے لیے اس قسم کی باتوں کو روک دیا اور مسلمانوں کو ہدایت فرمائی گئی کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری کسی خبر یا رائے پر عمل نہ کریں تو برا نہ مانو۔ حق لوگوں کی خواہش یا رایوں کے تابع نہیں ہو سکتا۔ ایسا ہو تو زمین و آسمان کا سارا کارخانہ ہی درہم برہم ہو جائے۔ الغرض خبروں کی تحقیق کر لیا کرو اور حق کو اپنی خواہش یا رائے کے تابع نہ بناؤ بلکہ اپنی خواہشات کو حق کے تابع رکھو۔ اس طرح تمام جھگڑوں کی جڑ کٹ جائے گی۔ علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ (2016ء) تفسیر تبیان القرآن میں لکھتے ہیں:

" اگر تم یہ چاہتے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری ہر بات مانا کریں تو بڑی مشکل ہوتی لیکن اللہ کا شکر کرو کہ اس نے اپنے فضل و احسان سے مومنین کے دلوں میں ایمان کو محبوب بنا دیا اور کفر و معصیت کی نفرت ڈال دی۔ جس سے وہ ایسی بیہودگی کے پاس بھی نہیں جا سکتے۔ جس مجمع میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہوں وہاں کسی کی رائے اور خواہش کی پیروی کہاں ہو سکتی ہے؟ علما نے یہاں لکھا ہے کہ آج گو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے درمیان میں بظاہر موجود نہیں۔ مگر آپ کی تعلیم اور آپ کے وارث نائب یقیناً موجود ہیں۔ اور رہیں گے۔" (سعیدی ، غلام رسول، (2005ء)، تفسیر تبیان القرآن، زیر تحت الآیۃ، الحجرات:11:49)

SCRR

یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شرعی دلائل میں اقوال ائمہ پر حدیث کو فوقیت حاصل ہے۔ جہاں حدیثِ صحیح آجائے وہاں ائمہ کے اقوال کو ثانوی درجہ حاصل ہوگا۔

سوچ وفکر کے آدابِ اسلامی

سوشل میڈیا پر اپنی سوچ و فکر پر دھیان رکھنا چاہیے۔ سوچ وفکر کے آدابِ اسلامی کے اعتبار سے سماج کی برائیوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کے نتیجہ میں بگاڑ پھیلتا چلا جاتا ہے، کسی کا مذاق اڑانا، طعنہ دینا، برے ناموں سے پکارنا، بدگمانی کرنا، بے ضرورت ٹوہ میں رہنا، غیبت کرنا یہ سب وہ بیماریاں ہیں جن سے معاشرہ کرپٹ ہوتا ہے، غیبت کی تعریف ایک حدیث میں آئی ہے کہ جو عیب موجود ہو اس کو دوسروں کے سامنے بے ضرورت بیان کرنا یہ غیبت ہے، ورنہ تو بہتان ہے، البتہ گواہی کی ضرورت ہو تو دی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًاؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ(الحجرات 12:49)

"اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، بیشک بعض گمان گناہ ہیں اور نہ تم (کسی کے متعلق) تجسس کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو، کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سو تم اس کو ناپسند کرو گے، اور اللہ سے ڈرتے، بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا، بے حد رحم فرمانے والا ہے۔"

آیتِ مذکورہ میں اللہ نے تلقین فرمائی ہے کہ اے ایمان والو! مردوں کا کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اڑائے، ہو سکتا ہے کہ وہ ان (مذاق اڑانے والوں) سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پلاؤ، ایمان کے بعد فاسق کہلانا برا نام ہے اور جو لوگ توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔ اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، بیشک بعض گمان گناہ ہیں اور نہ تم (کسی کے متعلق) تجسس کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو، کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سو تم اس کو ناپسند کرو گے۔ یوں سوچ وفکر کی تربیت کی گئی ہے۔

مذاق اڑانے کی ممانعت

علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ (2016ء) تفسیر تبیان القرآن میں لکھتے ہیں:

"اس آیت میں " لایسخر " کا لفظ ہے، اس کا مصدر ہے: " سخریہ " اس کا معنی ہے: مذاق اڑانا اور کسی شخص کی تحقیر کرن اور اس کا استخفاف کرنا اور اس کو درجہ اعتبار سے ساقط قرار دینا، قوم کا معنی ہے: مردوں کی جماعت اور ان کا گروہ اور بعض اوقات اس سے مطلقاً گروہ مراد ہوتا ہے، خواہ اس میں مرد ہوں یا عورتیں۔ "(سعیدی، غلام رسول، (2005ء)، تفسیر تبیان القرآن، زیر تحت الآیۃ سورۃ الحجرات 13:49)

یہ آیت بنو تمیم کے متعلق نازل ہوئی ہے، جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقراء صحابہ کا مذاق اڑانے تھے جب وہ حضرت عمار، حضرت خباب، حضرت بلال، حضرت صہیب اور حضرت سلمان پر افلاس کے آثار دیکھتے تو ان کا مذاق اڑاتے تھے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ امام ابو القاسم علی بن الحسن ابن عساکر (م ۵۷۱ھ) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

جب حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد ہجرت کر کے مدینہ آئے، تو وہ انصار کی جس مجلس سے بھی گزرتے تو لوگ کہتے کہ یہ ابو جہل کا بیٹا ہے، تب حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ سے اس کی شکایت کی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: مردوں کو برا کہہ کر زندوں کو اذیت نہ پہنچاؤ۔ (ابن عساکر (1390ھ) تاریخ دمشق الکبیر ج، رقم الحدیث: ۸۸۳۸، 43/185)

علامہ قرطبی نے اس حدیث کا بھی اس آیت کے شان نزول میں ذکر کیا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ کسی آدمی میں فقر کے آثار دیکھ کر اس مذاق نہ اڑایا جائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کتنے ہی لوگوں کے بال بکھرے ہوئے، غبار آلود ہوتے ہیں ان کے پاس دو چادریں ہوتی ہیں اور ان کو کوئی پناہ نہیں دیتا، وہ اگر قسم کھالیں کہ اللہ فلاں کام کرے گا تو اللہ وہ کام کر کے ان کو قسم میں سچا کر دیتا ہے۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۸۵۴)

عورتوں کا خصوصیت کے ساتھ علیحدہ ذکر فرمایا کیونکہ عورتوں میں دوسری عورتوں کا مذاق اڑانے کی خصلت بہت زیادہ ہوتی ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کے متعلق نازل ہوئے ہے کیونکہ حضرت عائشہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے چھوٹے قد ہونے کی وجہ سے ان کو شرمندہ کیا، ایک قول یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ حضرت ام سلمہ کا قد چھوٹا ہے۔

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ حضرت صفیہ بنت جی ابن اخطب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آئیں اور کہا: ازواج مجھے شرمندہ کرتی ہیں اور کہتی ہیں: اے یہودیہ! دو یہودیوں کی بیٹی! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے کہا: آپ نے ان سے یہ کیوں نہیں کہا کہ میرے باپ حضرت ہارون (علیہ السلام) اور میرے عم زاد حضرت موسیٰ (علیہ السلام) ہیں اور میرے خاوند حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (قرطبی، الکشف والبیان، 9/81)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ دنیا میں لوگوں کا مذاق اڑاتے تھے، آخرت میں ان کے لیے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا، اور ان سے کہا جائے گا: آؤ! آؤ! وہ اپنے غم اور پریشانی کے باوجود وہاں جائیں گے اور جب وہاں پہنچیں گے تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا، پھر دوسرا دروازہ کھولا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا: آؤ! آؤ! وہ اپنے غم اور پریشانی کے باوجود وہاں جائیں گے اور جب وہاں پہنچیں گے تو وہ دروازہ بھی بند کر دیا جائے گا اور یونہی ہوتا رہے گا حتیٰ کہ ان میں سے کسی ایک کے لیے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا: اؤ! اور وہ مایوس ہو کر نہیں جائے گا۔ (الجامع لشعب الایمان رقم الحدیث: ۶۳۳۳)

طعن و تشنیع کی ممانعت

سوشل میڈیا کے ذریعے بغیر تصدیق و تحقیق دوسرے پر طعن و تشنیع نہیں کرنی چاہے سورۃ الحجرات میں طعن و تشنیع کی ممانعت فرمائی ہے اور اس فرمایا: اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے بلاؤ۔

عیب جوئی کی ممانعت

سوشل میڈیا کے ذریعے بغیر تصدیق و تحقیق دوسرے کی عیب جوئی بھی نہیں کرنی چاہے سورۃ الحجرات میں فرمایا عیب جوئی نہ کرو فرمایاہے: "۔۔۔" یعنی تم اپنے آپ کو عیب نہ لگایا کرو، اس پر یہ اشکال ہے کہ اپنے آپ کو تو کوئی عیب نہیں لگاتا، اس کا جواب یہ ہے کہ جب انسان کسی دوسرے پر عیب لگائے گا اور اس کو طعنہ دے گا تو وہ بھی اس پر عیب لگائے گا، سو کسی پر عیب لگانا خود پر عیب لگانے کا سبب ہے، اس لیے فرمایا کہ تم اپنے آپ کو عیب نہ لگاؤ، جیسے کسی کے ماں باپ کو گالی دینا اپنے ماں باپ کو گالی دینے کا سبب ہے۔

فاسق کا فسق بیان کرنے کا جواز

کسی شخص کو عیب سے متصف کرنا اس وقت جائز نہیں ہے جس اس کو عیب لگانے سے س کی تحقیر کرنا اور لوگوں کی نظروں میں اس کو ذلیل اور رسوا کرنا مقصود ہو اور جب فاسق کے ضرر سے لوگوں کو بچانا مقصود ہو تو پھر اس کے فسق کو بیان کرنا جائز ہے، مثلاً ایک شخص خائن ہو اور لوگ اس کو امانت دار سمجھ کر اس کے پاس بری رقم امانت رکھوانا چاہتے ہوں اور ان کو اس کے خائن ہونے کا علم نہ ہو تو پھر اس کی خیانت کو بیان کرنا جائز ہے، تاکہ لوگ اس کے ضرر سے بچیں یا کوئی متقی اور پرہیز گار شخص کسی شخص کو نیک اور نمازی سمجھ کر اسے اپنی بیٹی اس کے ضرر سے بچ سکیں، حدیب میں ہے:

> "بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: کیا تم فاسق (کے فسق) کو بیان کرنے سے ڈرے ہو؟ اس کے فسق کو بیان کرو تاکہ لوگ اس کو پہچان لیں، نیز اسی سند سے مروی ہے، فاسق کے فسق کا ذکر کرنا غیبت نہیں ہے (اس سے مراد فاسق معلن ہے)۔ (المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۰ـ218/19)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (م 505ھ) نے اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے: کیا تم فاسق کے ذکر سے اعراض کرتے ہو، پھر لوگ اس کو کیسے پہنچانیں گے؟ اس میں جو فسق ہے اس کو بیان کرو تاکہ لوگ اس کو پہچان کر اس (کے ضرر) سے بچیں۔ (غزالی (1390ھ) حیاء علوم الدین، 131/3)

امام محمد بن محمد سید محمد بن محمد حسینی زبیدی (م ۱۲۰۵ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: یعنی فاسق کا پردہ چاک کرو اور اس کے مذموم اوصاف کو کھول کر بیان کرو تاکہ لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں اور فاسق معلن کے مذموم اوصاف کو بیان کیے بغیر اس کا ذکر کرنا

SCRR

جائز نہیں ہے اور اس سے صرف لوگوں کی خیر خواہی مقصود ہو،ہاں!جس شخص نے اپنے غصہ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اور اپنے نفس کا انتقام لینے کے لیے فاسق معلن کی مذموم صفات کو بیان کیا وہ گناہ گار ہو گا۔(زبیدی (1414ھ)اتھاف السادۃ المتقین 7/556)

برے القاب سے بلانے کی ممانعت

سوشل میڈیا کے ذریعے بغیر تصدیق و تحقیق دوسرے کو برے نام سے یا برائی کے ساتھ ذکر نہیں کرنا چاہے بلکہ پہلے تصدیق کریں ۔سورۃ الحجرات میں اللہ نے برے القاب سے بلانے کی ممانعت فرمائی،اس آیت میں ”تنابزوا“ کا لفظ ہے،اس کا معنی ہے:کسی شخص کو کوئی لقب دینا عام زیں کہ وہ لقب اچھا ہو یا برا،لیکن عرب میں یہ لفظ برے لقب دینے کے ساتھ مخصوص ہو گیا۔جامع البیان میں ہے کہ عکرمہ نے کہا:اس آیت کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی مسلمان کو کہے یا فاسق،یا کہے یا کافر،تو یہ ممنوع ہے۔حضرت ابن عباس نے فرمایا:اس آیت کا معنی یہ ہے کہ کوئی مسلمان کسی برے کام کو چھوڑ کر اس سے توبہ کر چکا ہو اور حق کی طرف رجوع کر چکا ہو تا اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کے پچھلے کاموں پر عار دلانے سے منع فرمایا۔(جامع البیان(١٤١٥ھ)26/176)

کسی کو گناہ پر شرمندہ نہ کرو

ہمارے ہاں کسی کو جرم کرتے دیکھا جاتا ہے تو ایک بار نہیں متعدد بار اسے زندگی میں اسی گناہ کا طعنہ دیا جاتا ہے اس بارے میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:جس شخص نے اپنے (مسلمان) بھائی کو اس کے کسی گناہ پر شرمندہ کیا(امام احمد نے کہا:اس سے مراد ایسا گناہ ہے جس سے وہ توبہ کر چکا ہو)تو وہ شخص اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ وہ اس گناہ کا ارتکاب نہ کرے۔(سنن ترمذی رقم الحدیث:٢٥٠٥)

بد گمانی کی ممانعت

سوشل میڈیا کے ذریعے بغیر تصدیق و تحقیق دوسرے مسلمان بھائی سے متعلق بد گمانی بھی نہیں کرنی چاہے سورۃ الحجرات میں اللہ نے بد گمانی کی ممانعت فرمائی الحجرات:١٢میں فرمایا:اے ایمان والو!بہت سے گمانوں سے بچو،بیشک بعض گمان گناہ ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:تم گمان کرنے سے بچو کیونکہ گمان کرنا سب سے جھوٹی بات ہے اور تجسس نہ کرو اور کسی کے حالات جاننے کے لئے تفتیش نہ کرو اور کسی سے حسد نہ کرو اور نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو اور نہ کسی بغض رکھو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔اور کسی مسلما کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی کو چھوڑ رکھے۔(محمد بن اسماعیل بخاری(1380ھ)رقم الحدیث:٦٠٦٥۔٦٠٦٤)

بعض علماء نے کہا ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت میں اور مذکور الصدر حدیث میں گمان کی ممانعت سے مراد بد گمانی سے منع کرنا ہے اور کسی پر تہمت لگانے سے منع کرنا ہے،مثلاً کوئی شخص بغیر کسی قوی دلیل کے اور بغیر کسی سبب موجب کے یہ گمان کرے کہ وہ شراب پیتا یا

زنا کرتا ہے یا اور کوئی بے حیائی کا کام کرتا ہے۔یعنی ایسے ہی کسی کے دل میں خیال آجائے کہ فلاں شخص فلاں برا کام کرتا ہے تو یہ بد گمانی ہے۔بعض گمان صحیح ہوتے ہیں اور بعض گمان فاسد ہوتے ہیں،ان میں فرق یہ ہے کہ جس گمان کی کوئی صحیح علامت نہ ہو اور اس کا کوئی ظاہر سبب نہ ہو وہ بد گمانی ہے اور حرام ہے اور یہ اس صورت میں ہے کہ جس شخص کے متعلق معروف اور مشہور یہ ہو کہ وہ نیک آدمی ہے یا اس کا حال مستور ہے اور کوئی شخص محض کسی شبہ کی وجہ سے اس کے متعلق بد گمانی کرے۔

امام محمد ابن محمد غزالی(م ۵۰۵ھ)لکھتے ہیں:شیطان آدمی کے دل میں بد گمانی ڈالتا ہے تو مسلمان کو چاہیے کہ وہ شیطان کی تصدیق نہ کرے اور اس کو خوش نہ کرے حتیٰ کہ اگر کسی کے منہ سے شراب کی بو آرہی ہو تو پھر بھی اس حد لگانا جائز نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے اس نے شراب کا ایک گھونٹ پی کر کلی کر دی ہو یا کسی نے اس کو بہ جبراً شراب پلا دی ہو اور اس کا احتمال ہے،تو وہ دل کے خون کو،اس کے مال کو اور اس کے متعلق بد گمانی کا حرام کر دیا ہے،اس لیے جب تک وہ خود کسی چیز کا مشاہدہ نہ کرے یا اس پر دو نیک گواہ قائم نہ ہو جائیں اس وقت تک مسلمان کے متعلق بد گمانی کرنا جائز نہیں ہے اور جب اس طرح نہ ہو اور شیطان تمہارے دل میں کسی مسلمان کے متعلق بد گمانی کا وسوسہ ڈالے تو تم اس وسوسہ کو دور کرو اور اس پر جمے رہو کہ اس کا حال تم سے مستور ہے اور اس شخص کے حق میں نیک پر قائم رہنے اور گناہ سے باز رہنے کی دعا کرو اور شیطان کو ناکام اور نامراد کر کے اس کو غضب میں لاؤ۔(غزالی(1419ھ)احیاء العلوم 3/135)

جاسوسی کی ممانعت

سوشل میڈیا کے ذریعے بغیر تصدیق و تحقیق دوسرے کی جاسوسی بھی نہیں کرنی چاہے نہ تم کسی کے متعلق تجسس کرو،اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو،کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سو تم اس کو ناپسند کرو گے،اور اللہ سے ڈرتے ہو،بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے،بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت میں فرمایا ہے:اور تجسس نہ کرو یعنی کسی مسلمان کے عیوب اور اس کی کوتاہیوں کو تلاش نہ کرو۔اس آیت کا معنی یہ ہے کہ مسلمان کے ظاہر حال پر عمل کرو اور اس کے عیوب کو تلاش نہ کرو اور اللہ تعالیٰ نے جس مسلمان کے عیوب پر پردہ رکھا ہوا ہے اس کے پردہ کو چاک نہ کرو۔حدیث میں ہے:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر تم لوگوں کے عیوب تلاش کرو گے تو تم ان کو خراب کر دو گے۔(سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۴۸۸۸)

اگر عیب ظاہر ہو تو حکم ہے جیسا کہ زید بن وہب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس کی ڈاڑھی سے شراب چمک رہی تھی،حضرت ابن مسعود نے فرمایا:ہم کو تجسس کرنے سے منع کیا گیا ہے لیکن اگر ہمارے سامنے کوئی چیز ظاہر ہو گی تو اہم کے تقاضے پر عمل کریں گے۔(سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۴۸۹۰)

لیکن اگر عیب ظاہر ہو تو دوسری صورت ہے کہ پردہ پوشی جیسا کہ روایت ہے: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کے عیب پر پردہ رکھا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب پر پردہ رکھے گا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۴۴۲)

خود احتسابی

سوشل میڈیا پر آج ہم اپنے عیوب نظر انداز کرکے دوسروں کے عیوب پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو نے فرمایا: کسی شخص کے گمراہ ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ لوگوں میں وہ چیزیں دیکھے جو اس کو اپنے اندر نظر نہیں آتیں اور جو کام وہ خود کرتا ہے ان کاموں پر دوسروں کی مذمت کرے، اور لایعنی باتوں سے اپنے ہم نشین کو ایذاء پہنچائے۔ (شعب الایمان رقم الحدیث: ۶۳۳۵)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی آنکھ میں تنکا دیکھتا ہے اور اپنی آنکھ کو بھول جاتا ہے۔ (صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۵۷۳۱) عام لوگوں کے لیے لوگوں کے احوال کو تلاش کرنا ممنوع ہے لیکن حکومت داخلی اور خارجی معاملات کی حفاظت کے لیے جاسوسی کا محکمہ قائم کرے تو یہ جائز ہے

فاسق کی شہادت کا حکم

سوشل میڈیا پر کوئی خبر گردش کرے تو فوری یقین کرنے سے قبل اس کی تحقیق کریں کہ خبر دینے والا کون ہے۔ فقہاء احناف نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ جس شخص کا عادل اور نیک ہونا معلوم نہ ہو اس کی خبر کو بھی قبول کرنا جائز ہے اور اس کے نیک ہونے کی تفتیش کرنا واجب نہیں ہے، کیونکہ یہ تفتیش اس وقت واجب ہوگی جب اس کا فسق ثابت ہو اور جس شخص کا نیک ہونا ہمیں معلوم نہیں ہے اور نہ ہی اس کا فاسق ہونا معلوم ہے تو ہم ظاہر حال کے اعتبار سے اس کو نیک قرار دیں گے اور اس کی تفتیش کرنا ہم پر واجب نہیں ہے، واضح رہے کہ فاسق وہ شخص ہے جس نے کوئی علی الاعلان گناہ کبیرہ کیا ہو۔ علامہ سید محمود آلوسی متعدد حوالہ جات سے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

> "اس آیت سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ فاسق شہادت دینے کا اہل ہے کیونکہ اگر اس کی شہادت ادائیگی کے لائق نہ ہوتی تو پھر اس کی خبر کی تحقیق کرنے کے حکم دینے کا کوئی معنی نہ تھا اور یہ حدیث اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ خبر واحد کو قبول کرنا جائز ہے۔"

نیز علامہ آلوسی لکھتے ہیں: فاسق کی دو قسمیں ہیں:

I. ایک فاسق غیر متاول ہے (جو بغیر تاویل کے کوئی گناہ کبیرہ کرے) اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس کی خبر قبول نہیں کی جائے گی۔

II. دوسری قسم فاسق متاول (جو تاویل سے کوئی گناہ کبیرہ کرے) جیسے جبری اور قدری اور اس کو بدعت واضحہ کا مرتکب کہا جاتا ہے۔ (محمود آلوسی (1419ھ) تفسیر روح المعانی، 22/221)

بعض اصولیین اس کی شہادت اور روایت کو مسترد کرتے ہیں، جیسے امام شافعی وغیرہ اور بعض اس کی شہادت کو قبول کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ شہادت کو کذب کی تہمت کی وجہ سے رد کیا جاتا ہے اور اس شخص کے عقائد میں فسق ہے اور کذب تمام مذاہب میں حرام ہے، ماسوا خطابیہ کے، اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمنے فرمایا ہے: ہم ظاہر پر حکم لگاتے ہیں اور اس کی روایت کو قبول کرنا اس لیے جائز ہے کہ جو شخص غیر رسول پر کذب کو جائز نہیں سمجھتا تو وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر کذب کو بہ طریق اولیٰ جائز نہیں سمجھے گا اور ہمارے اصحاب احناف اس کی شہادت کو قبول کرتے ہیں اور اس کی روایت کو قبول نہیں کرتے خصوصاً جب وہ اپنے عقیدہ کے پرچار کے لیے حدیث روایت کرے۔

فسق وفجور کی نحوست

سورۃ الحجرات کی آیت: 3 میں ایک ادب کی بات سکھائی کہ اگر کبھی پیغمبر کی خدمت میں آؤ اور پیغمبر کسی ضرورت سے مکان میں تشریف رکھتے ہوں تو آپ کو یا محمد اخرج الینا کہہ کر پکارنا مناسب اور آپ کی شان کے خلاف ہے۔ اطلاع کے اور ذرائع بھی ہوسکتے ہیں یا یہ کہ صبر اور انتظار کرو یہاں تک کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خود ہی باہر تشریف لائیں تو اس وقت ملاقات کرلو۔

کیونکہ جو لوگ عوام سے رابطہ رکھتے ہیں وہ گھر میں زیادہ دیر نہیں ٹھہرتے اکثر اس لیے کہا کہ شاید کچھ لوگوں نے اس کی ابتداء کی ہو اور کچھ نے دیکھا دیکھی یہ حرکت کی ہو۔ ہوسکتا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیلولے کا وقت ہو کیونکہ آپ گھر میں آرام فرماتے تھے اس لیے ان لوگوں کا ہر حجرے پر آواز دیتے پھرنا اور انتظار نہ کرنا خلاف تہذیب اور خلاف ادب قرار دیا گیا۔ آپ خود نکل کر ان کے پاس تشریف لے آتے۔ مولانا سعید احمد دہلوی تفسیر کشف الرحمن میں لکھتے ہیں:

> "یہاں بھی ہم نے تیسیر میں اس طرف اشارہ کردیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی معصیت براہ راست حبط عمل کا سبب نہ بنتی ہو لیکن معصیت سے آئندہ نیکی کی توفیق سلب ہوسکتی ہے اور معاصی موجب الی الخذلان ہوسکتے ہیں اور خذلان منجر الی الکفر ہوسکتا ہے اور کفر اختیاری سے تو بالاتفاق عمل کا حبط ہونا لازمی ہے تو رفع صوت بالجہر آہستہ آہستہ تم کو کفر تک پہنچادے اور تمہارے تمام اعمال ضائع ہوجائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو کہ یہ سزا کون سے جرم کی پاداش میں دی گئی ذرا تامل کرنے سے تیسیر کی یہ بات سمجھ میں آجائے گی، لیکن اشارے کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا اس لیے میں نے صراحۃً عرض کردیا۔" (سعید احمد، (1962ء) تفسیر کشف الرحمن، زیر تحت الآیۃ سورۃ الحجرات: 5:49)

اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ انتظار کرتے تو یہ بہتر ہوتا کیونکہ زیادہ سے زیادہ یہی ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے آنے کی خبر نہ ہوتی لیکن بہر حال جب آپ باہر نکلتے خواہ ان کی ملاقات کے لیے نہیں بلکہ کسی اور کام کو مکان سے باہر تشریف لاتے اور ان کو بیٹھے

ہوئے دیکھتے تو ضرور ان سے دریافت کرتے اور ان سے ملاقات کرتے۔ اور یہ ان کے لیے بہتر ہوتا کیونکہ اس میں پیغمبر کی گستاخی اور بے ادبی سے محفوظ رہتے۔ اور فسق وفجور کی نحوست سے محفوظ رہتے۔

فسق وفجور میں توبہ کی گنجائش

سوشل میڈیا پو جو فسق وفجور کی تشہیر کر لیں انہیں چاہیے کہ وہ توبہ کریں۔ سورۃ الحجرات کی آیت 5 کی تفسیر میں مولانا سعید احمد دہلوی تفسیر کشف الرحمن میں لکھتے ہیں:

"اگر یہ لوگ توبہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بڑی مہربانی کرنے والا ہے ان کی غلطیوں کو معاف کر دیا جائے ان تمام آیات میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کا ادب تعلیم کیا ہے اور بتایا ہے کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جناب میں حاضر ہونے اور بات چیت کا طریقہ کیا ہونا چاہیے اور معصیت میں کیا نقصان پہنچتا ہے۔ یہ شبہ نہ کیا جائے کہ اہل سنت کے نزدیک معصیت حبط عمل کا موجب نہیں ہوتی۔" (سعید احمد، (1962ء) تفسیر کشف الرحمن، زیر تحت الآیۃ سورۃ الحجرات: 5:49)

یہ مذہب تو معتزلہ وغیرہ کا ہے۔ جس طرح حصول فیض سے محرومی کا باعث بے ادبی ہے اسی طرح بدگمانی معاشرہ کو تباہ کرتی ہے اور قاطع محبت ثابت ہوتی ہے اس لیے اے مسلمانو ادھر ادھر کی باتوں پر بلا تحقیق کیے بھروسہ نہ کیا کرو۔

تحقیق وتصدیق کے مختلف پہلو

ملاں احمد جیون (م1718ء) تفسیراتِ احمدیہ میں سورۃ الحجرات کی آیت:6 کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اس آیت کے شان نزول میں مروی ہے کہ رسول اللہ نے ولید بن عقبہ کو بنو مصطلق کے پاس صدقات کی وصولی کے لیے بھیجا۔ ولید بن عقبہ نے اس سے پیشتر ان پر کوئی زیادتی کی ہوئی تھی جب ولید بن عقبہ وہاں پہنچے تو وہ لوگ ان کی تعظیم کی خاطر ان کے استقبال کے لیے آئے۔ ولید نے گمان کیا کہ وہ سابقہ زیادتی کی بنا پر جنگ کے ارادہ سے آئے ہیں۔ اس خیال کے آتے ہی ولید واپس نبی (علیہ السلام) کی خدمت میں پہنچے اور بتایا کہ وہ لوگ مرتد ہو گئے ہیں زکوۃ دینے سے انکار کرتے ہیں اور لڑائی پر آمادہ ہیں۔ نبی (علیہ السلام) نے ان سے جنگ کا ارادہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (احمد جیون (1069ھ) تفسیراتِ احمدیہ، زیر تحت الآیۃ سورۃ الحجرات 6:49)

کہا جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے خالد بن ولید بن مغیرہ کو اس واقعہ کی تحقیق کے لیے بھیجا انھیں معلوم ہوا کہ وہ لوگ دین اسلام پر قائم ہیں زکوۃ دینے کو تیار ہیں اس پر وہ واپس آ گئے۔ سورۃ الحجرات کی تناظر میں سماجی زندگی میں چند ایک تعلیمات ملتی ہیں۔

قابلِ اعتماد کا تقرر

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی نا قابل اعتماد شخص تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو معاملہ کی تحقیق و تفتیش کر و ایسا نہ کو کہ تم لاعلمی کی وجہ سے کسی قوم کو کوئی نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر بعد میں پچھتاتے اور کف افسوس ملتے پھر و کہ کاش ہم ایسا نہ کرتے۔

خبر کی تحقیق

یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ فاسق کی خبر واجب التوقف ہے فاسق و نباء کی تنکیر تعمیم کے لیے ہے یعنی کوئی نا قابل اعتماد شخص ہو اور کوئی بھی خبر ہو۔

اعتبار کی نوعیت

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایک معتبر آدمی کی بات بلا توقف تسلیم کر لینی چاہیے۔

خبرِ واحد، عادل سے مشروط

قاضی بیضاوی نے خبر واحد عادل کی قبولیت کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اگر کوئی شے ان شرطیہ کے ساتھ کسی اور شے سے معلق ہو تو پھر عدم شرط کی صورت میں مشروط بھی معدوم ہو گا۔ بیضاوی کی یہ وجہ ہمارے اصول و مذہب کے موافق نہیں۔

صاحب بیضاوی نے بحث کے آخر میں لکھا ہے کہ یہاں حکم یعنی خبر کا موقوف ہونا ایک اسم مشتق (فاسق) پر مرتب ہے، لہٰذا اس مشتق کا ماخذ اشتقاق حکم مذکور کی علت ہے۔ (احمد جیون (1069ھ) تفسیراتِ احمدیہ، زیر تحت الآیۃ سورۃ الحجرات 6:49) اس نص کی رو سے فاسق کی خبر واجب التوقف ہے اس لیے خبر کے معتبر ہونے کے لیے خبر دینے والے کا عدالت سے متصف ہونا ضروری ہے۔

خبر کے اعتبار کی شرائط

ملاں احمد جیون (م1718ء) تفسیراتِ احمدیہ میں سورۃ الحجرات کی آیت 6: کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اس کی مزید تفصیل یہ ہے کہ خبر واحد اس وقت واجب العمل ہے جب خبر دینے والا

I. اسلام
II. عدالت
III. عقل

اور ضبط جیسے تمام اوصاف سے متصف ہو۔ اس قاعدے کی بنا پر فاسق کی خبر واجب العمل ہیں، کیونکہ اس میں جھوٹ کا احتمال اور خبر دینے والا معصوم نہیں ہے۔

مخبر کا حکمِ شرعی

ملاں احمد جیون (م1718ء) تفسیراتِ احمدیہ میں سورۃ الحجرات کی آیت:6 کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اگر ایک مخبر عدالت سے موصوف ہے تو پھر خواہش نفس اور جھوٹ پر صدق کو ترجیح حاصل ہو جاتی ہے۔ کسی کے عادل ہونے کا معیار یہ ہے کہ محظورات شرعیہ سے اجتناب کرے، اس کے برعکس اگر گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو یا صغیرہ پر اصرار کرے تو اس کی خبر نا قابل قبول ہے۔ حدیث کے سوا دیگر امور میں اگر خبر دین سے تعلق رکھتی ہے مثلا

I. یہ کھانا، ذبیحہ حلال ہے یا حرام ہے۔

II. یہ پاک ہے یا ناپاک ہے۔

اس بارے میں امام محمد فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں سامع اپنی رائے کو ثالث قرار دے اگر اس کی اپنی رائے بھی مخبر کی تائید کرے اور اس کے دل میں یہ خیال آئے کہ یہ سچا ہے تو خبر پر عمل کرے۔

پس اگر مخبر فاسق کہے کہ یہ پانی ناپاک ہے تو سننے والا تیمم کرے اور پانی استعمال نہ کرے، اور اگر تیمم کے ساتھ ساتھ پانی بھی استعمال کرے تو یہ زیادہ قابل احتیاط ہے۔ کیونکہ یہ ایک خاص معاملہ ہے اور اس کا حصول واطلاع فی الحال کسی عادل سے ممکن نہیں۔ پس ضرورت کے مد نظر خبر فاسق ہی پر عمل کریں گے، اور اس سلسلے میں وہ شہادت کے لائق ہے یہاں کسی تہمت کا شبہ بھی نہیں، کیونکہ اس کی خبر سے جو کچھ اسے لازم ہے وہی کسی اور کو بھی لازم ہے۔ تاہم یہ کوئی لازمی ضرورت نہیں کیونکہ اصل پر عمل ممکن ہے کہ پانی دراصل پاک ہوتا ہے اس کے پیش نظر فسق کو نظر انداز کیا جائے گا۔ (احمد جیون (1069ھ) تفسیراتِ احمدیہ، زیر تحت الآیۃ سورۃ الحجرات 6:49)

معاملات میں خبر کی تصدیق کی نوعیت

ملاں احمد جیون (م1718ء) تفسیراتِ احمدیہ میں سورۃ الحجرات کی آیت:6 کی تفسیر میں لکھتے ہیں: خبر کا اگر تعلق دین سے نہ ہو بلکہ معاملات سے ہو تو پھر اگر اس میں کسی الزام کا احتمال نہ ہو جیسے

I. وکالت

II. مضاربت

III. اذن بالتجارۃ

وغیرہ تو ان امور میں ہر عاقل اور سمجھ دار شخص کی خبر معتبر ہے۔ خواہ وہ

I. عادل ہو یا فاسق ہو

II. بالغ ہو یا نابالغ

III. مسلم ہو یا کافر

اس کی عام طور پر ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ لہٰذا یہاں شرائط مذکورہ کا لحاظ ضروری نہیں۔ کیونکہ انسان کو اکثر ایسا آدمی کم ہی میسر آتا ہے جو عادل ہو اور اوصاف مذکورہ کا حامل ہو اور اسے وہ اپنے وکیل یا غلام کے پاس بھیجے کہ میں تجھے وکیل بناتا ہوں یا تجارت کی اجازت دیتا ہوں لہٰذا ضرورت کا تقاضا یہی ہے کہ کسی بھی شخص کو پیغام دے کر بھیجا جاسکتا ہے اور سامع کے پاس بھی اس خبر کے سوا کوئی ایسی دلیل نہیں ہوتی جس پر وہ عمل کر سکے۔

نیز ان شرائط کا مد نظر رکھنا محض اس لیے ہوتا ہے تاکہ سچائی والی جانب راجح رہے تاکہ وہ کسی پر لازم ہونے کی صلاحیت رکھے اور مذکورہ معاملات میں ایسا لزوم بھی نہیں کیونکہ وکیل یا کارندہ کے لیے تصرف مباح ہوتا ہے اور ان پر کوئی چیز لازم نہیں ہو جاتی۔(احمد جیون(1069ھ) تفسیراتِ احمدیہ، زیر تحت الآیۃ سورۃ الحجرات 6:49)

حقوق العباد میں خبر کی تصدیق کی نوعیت

ملاں احمد جیون(م1718ء) تفسیراتِ احمدیہ میں سورۃ الحجرات کی آیت:6 کی تفسیر میں لکھتے ہیں: خبر کا تعلق اگر ایسے معاملہ سے ہو جس میں حقوق العباد میں سے کسی الزام کا بھی احتمال ہو تو وہاں فاسق کی خبر قبول نہ کی جائے گی۔ بلکہ مخبر کا عادل ہونا گواہی کا لفظ اور ولایت کی اہلیت ضروری ہے۔ اور اگر کسی معاملہ میں من وجہ الزام کا احتمال ہو اور من وجہ احتمال نہ ہو تو پھر مخبر کے لیے عدد، عدالت اور گواہی کی دو شرائط میں سے ایک کا ہونا لازمی ہے یعنی خبر دینے والے یا دو شخص مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں اور اگر ایک ہی مخبر ہو تو پھر اس کا عادل ہونا بھی ضروری ہے۔(احمد جیون(1069ھ) تفسیراتِ احمدیہ، زیر تحت الآیۃ سورۃ الحجرات 6:49)

فسق وفجور کے نقصانات

سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور یاد رکھو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں، اگر وہ بہت سی چیزوں میں تمہارا کہا مان لیتے تو ضرور تم مشقت میں پڑ جاتے لیکن اللہ نے تمہاری طرف ایمان کی محبت ڈال دی ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں خوش نما بنا دیا ہے اور تمہارے نزدیک کفر اور فسوق اور معصیت کو ناپسندیدہ بنا دیا ہے یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ یہ اللہ کا فضل اور اس کی نعمت ہے اور اللہ بے حد جاننے والا، بہت حکمت والا ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ

"اور یاد رکھو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں، اگر وہ بہت سی چیزوں میں تمہارا کہا مان لیتے تو ضرور تم مشقت میں پڑ جاتے لیکن اللہ نے تمہاری طرف ایمان کی محبت ڈال دی ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں خوش نما بنا دیا ہے اور تمہارے نزدیک کفر اور فسوق اور معصیت کو ناپسندیدہ بنا دیا ہے یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔"

اس آیتِ مبارکہ کی روشنی میں فسق وفجور کا تدارک نہ کیا جائے تو کثیر نقصانات اٹھانا پڑتے ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں

جھوٹ پر شرمندگی اٹھانا

علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ (2016ء) تفسیر تبیان القرآن میں لکھتے ہیں:

"یعنی تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہیں اور ان پر اللہ تالی کی وحی نازل ہوتی رہتی ہے، اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھوٹی خبر سناؤ گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو وحی کے ذریعہ تمہارے جھوٹ پر مطلع کر دے گا، پھر تم شرمندہ ہو گے، لہٰذا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھوتی خبر نہ سناؤ اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولید بن عقبہ کی دی ہوئی جھوٹی خبر کی تحقیق نہ کرتے اور اس خبر پر یقین کر کے بنو مصطلق پر حملہ کر دیتے تو تم سب مشقت میں پڑ جاتے۔"(سعیدی، غلام رسول، (2005ء)، تفسیر تبیان القرآن، زیر تحت الآیۃ الحجرات:7:49)

فسق وفجور کا تدارک نہ کیا جائے تو کثیر نقاصانات اٹھانا پڑتے ہیں جن میں پہلا یہ کہ جھوٹ معاشرے میں وسعت اختیار کر جاتا ہے۔

بے قصور کو سزا کا ہونا

اور کتنے ہی بے قصور مسلمان مارے جاتے اور ولید بن عقبہ نے بنو مصطلق کی عداوت میں ان پر جو جھوٹی تہمت لگائی تھی اس کی وجہ سے تم کو شرمندی اٹھانی پڑتی۔

گناہ عظیم کی مشقت میں مبتلا ہونا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان کی اطاعت کرنے کا معنی یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جو خبر پہنچائی جائے اور آپ سے جو کہا جائے تو آپ بلا تحقیق اس پر عمل کر لیں۔ اور " لعنتم" کا معن ہے: تم گناہ میں مبتلا ہو جاتے۔" عنت" کا معنی ہے: گناہ اور بے حیائی کے کام اور زنا کرنے کو بھی" عنت" کہتے ہیں اور مشقت میں پڑنے کو بھی" عنت" کہتے ہیں۔

فسق وفجور سے بچنا اللہ کے فضل پر منحصر

پھر مخلص مؤمنوں کو خطاب کر کے فرمایا: لیکن اللہ نے تمہاری طرف ایمان کی محبت ڈال دی ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں خوش نما بنا دیا ہے اور تمہارے نزدیک کفر اور فسق اور معصیت کو ناپسندیدہ بنا دیا ہے، یعنی یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھوٹ نہیں بولتے اور آپ تک جھوٹی خبر نہیں پہنچاتے اور یہ تم پر اللہ کا فضل اور اس کی نعمت ہے۔ (سعیدی، غلام رسول، (2005ء)، تفسیر تبیان القرآن، زیر تحت الآیۃ الحجرات:7:49)

خلاصہ بحث

سوشل میڈیا کے جہاں مثبت اثرات ہیں وہاں منفی اثرات بھی ہیں جیسا کہ آج سوشل میڈیا یعنی میڈیا کی آزادی کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ ہمارے ملک میں مغربیت اور غیر مسلموں کے طور طریقے فروغ پا رہے ہیں۔ نوجوان نسل کے حلیے، لباس، وضع قطع، طور طریقے، لب ولہجہ، اسٹائل اور حرکات تبدیل ہوتی جارہی ہیں۔

اسلام دشمن عناصر نوجوان نسل کو فوج اور اسلحہ کے ذریعے قتل کرنے کے بجائے میڈیا کے ذریعے قتل کر رہے ہیں، کیونکہ میڈیا کے اندر یہ صلاحیت ہے کہ وہ حقائق کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔ انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج میڈیا پر دکھائے جانے والے پروگراموں کے ذریعے ہمارے نوجوان پاپ سنگر تو بن سکتے ہیں لیکن پاکستان کے مستقبل کی ضمانت نہیں دے سکتے۔

سوشل میڈیا پر روزانہ ایسے کتنے معاملات ہماری نظروں سے گزرتے ہیں، جن میں حکومت میڈیا میں شائع ہونے والی خبروں کی وجہ سے مجرمین کو سلاخوں کے پیچھے ڈال دیتی ہے اور اگر کسی بے قصور شخص کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور میڈیا والے اس کی بے گناہی پر کوئی خبر یا مضمون چھاپ دیتے ہیں، تو حکومت اس بات پر مجبور ہوتی ہے کہ وہ اس شخص کو بری کر دے۔

سوشل میڈیا پر سب سے زیادہ چھاپ جھوٹ کی ہے جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں کیونکہ جھوٹ ہر برائی کی جڑ ہے۔ جبکہ سوشل میڈیا پر جھوٹی خبر شئیر کی جاتی ہے اور اسے بغیر تحقیق و تصدیق کے آگے شئیر کر دیا جاتا ہے اور یوں اخلاقیات کا جنازہ نکال دیا جاتا ہے ۔کیونکہ جھوٹ کی کوئی تصدیق نہیں کرتا اور اس جھوٹی خبر کا تعلق کسی کی عزت کے ساتھ ہو تو اس کا جینا حرام کر دیا جاتا ہے۔

مصادر و مراجع

آلوسي، شهاب الدين محمود بن عبد الله. (1420ھ). روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني. بيروت: دار الكتب العلمية.

ابن كثير، إسماعيل بن عمر. (1401ھ). تفسير القرآن العظيم. الرياض: دار طيبة للنشر والتوزيع.

ابن ماجه، محمد بن يزيد. (1423ھ). سنن ابن ماجه. القاهرة: دار إحياء الكتب العربية.

ابن منظور، محمد بن مكرم بن علي. (1422ھ). لسان العرب (ط 3). بيروت: دار صادر.

أبو داود، سليمان بن الأشعث. (1420ھ). سنن أبي داود: كتاب الحمام، باب في التعري. بيروت: المكتبة العصرية.

جلال پوری، علی عباس (2004ء) جدید ذرائع ابلاغ اور انٹرنیٹ لاہور: تخلیقات پبلشرز، علی پلازہ مزنگ روڈ۔

خان، محمد یوسف، پروفیسر (2017ء) اسلام کا قانونِ صحافت، لاہور، بیت العلوم، انار کلی۔

ذوالفقار کاظم، ڈاکٹر (1974ء) عوامی ذرائع ابلاغ، لاہور، اردو اکیڈمی

راجہ محمد شریف (2011ء) ذرائع ترسیل لاہور، نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار

رانا، محمد اکرام (1987ء) ابلاغِ عامہ اور جدید دور، کراچی، کریم سنز پبلشرز

سعیدی، غلام رسول، (2005). تبیان القرآن. لاہور: فرید بک سٹال.

سہیل انجم، میڈیا(2010ء)اردو اور جدید رجحانات، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس

سی۔اے، قادر، ڈاکٹر(2004ء)ابلاغ عامہ کے قدیم وجدید نظریات، لاہور، القمر انٹرپرائزز

شہاب، رفیع اللہ، پروفیسر(1988ء)ابلاغ عامہ، لاہور، سنگ میل پبلیکیشن

صدیقی، ڈاکٹر ساجد الرحمٰن(1997ء)اسلام اور ذرائع ابلاغ، لاہور، ادارہ معارفِ اسلامی

صدیقی، محمد نعیم(1998) عورت معرض کشمکش میں، لاہور، مکتبہ جدید پریس

صدیقی، یسین مظہر، پروفیسر(2013ء)ذرائع ابلاغ کی تاریخ، لاہور، طالب ہاشمی میموریل ٹرسٹ پبلشرز

صدیقی، احسن نعیم، (2019ء)میڈیا روپ اور بہروپ، کراچی، رحمان سینٹر زیب النساء سٹریٹ صدر

عبدالسّلام خورشید، پروفیسر(1982ء)صحافت پاکستان وہندوستان میں، کراچی، مجلس نشریات اسلام

عبدالسّلام خورشید، پروفیسر(1987ء) ڈاکٹر، عورت کے حقوق میں ہمارا کردار، لاہور، مکتبہ کاروانِ اسلام

عبدالسّلام خورشید، پروفیسر(1998). اسلامی نظریہ حیات. کراچی: شعبہ تصانیف وتالیف، جامعہ کراچی.

عبدالسّلام خورشید، پروفیسر(1987ء)مہدی حسن، لاہور، تعلقات عامہ، مکتبہ کاروان

عبدالسلام زینی(1990ء) اسلامی صحافت، نئی دہلی، مرکزی مکتبہ اسلامی

فرزانہ نعیم، (1990ء)ابلاغِ عامہ اور خواتین، لاہور، شبیر منیر پبلشرز، اردو بازار

گیلانی، اسعد، سید(1996ء)جدید ذرائع ابلاغ کے مقاصد، کراچی، فضلی سنز

محمد اکرام، شیخ(2017ء)مغربی میڈیا اور اس کے اثرات، لاہور، بیت العلوم، انار کلی

محمد انور بن اختر(1973ء)عالمِ اسلام پر یہودی نصاریٰ کے ذرائع ابلاغ کے یلغار لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ

محمد دلشاد، کنور(۱۹۹۹ء) ذرائع ابلاغ اور تحقیقی طریقے اسلام آباد، منعقدہ قومی زبان، پاکستان،

محمد سعید، حکیم(1429ھ)میڈیا منڈی کے معاشرے پر اثرات، لاھور، مشرہ علم وحکمت(دار لشکر)ندیم ٹاؤن ملتان روڈ

محمد شمس الدین، ڈاکٹر(1964ء)ابلاغِ عامہ کے نظریات، کراچی، نور محمد کارخانہ تجارت کتب

محمد ظفر الدین، مولانا(س،ن)میڈیا اور اسلامی مباحث، لاہور، الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو بازار